رقم لے کر بعد میں آنے والے مریض کو جلدی ڈاکٹر کے پاس بھیجنا کیسا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: JTL-1954 تاریخ: 02-10-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ڈاکٹر کے پاس مختلف مریض ایک وقت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ زید کی وہاں یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ سب آنے والے مریضوں کو ترتیب کے ساتھ اس کی باری کا نمبر دے دیتا ہے۔ زید کو بعض اوقات مریض آفر کرتے ہیں کہ کچھ پیسے لے کر ان کو ڈاکٹر کے پاس جلدی بھیج دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ زید کا رقم لے کر بعد میں آنے والے مریض کو جلدی بھیج دینا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں زید کا بعد میں آنے والے مریض سے پیسے لے کر اسے ڈاکٹر کے پاس جلدی بھیج دینا سخت گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ جلدی بھجوانے کے لیے جو رقم دی جاتی ہے، یہ رقم رشوت ہے۔ کیونکہ یہ رقم اپنا کام نکلوانے کے لیے صاحب معاملہ کو دی جارہی ہے۔ اور قوانین شرعیہ کے مطابق اپنا کام نکلوانے کے لیے کسی کو کچھ دینا رشوت کہلاتا ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ رشوت کا لین دین اسلام میں حرام ہے۔ اور رشوت لینے دینے والے پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ نیز اس طرح پیسے لے کر کسی کو جلدی بھیجنے کی صورت میں پہلے سے لائن میں لگے ہوئے لوگوں کی حق تلفی بھی ہوتی ہے۔ لہذا زید کو چاہیے وہ ایسے کسی بھی مریض سے رقم

لے کر اسے ڈاکٹر کے پاس جلدی نہ بھیجا کرے۔ اور پہلے جو ہو چکا اس سے بھی توبہ کرے۔ اور اگر کسی سے ایسی رقم لی ہے، تو یہ حرام رقم ہر ممکن کوشش کر کے اس کے مالک کو واپس کرے۔ وہ نہ رہا ہو، تو اس کے ورثاء کو دے۔ اور اگر مالک تک پہنچنا ممکن نہ ہو، تو اس حرام رقم سے جان یوں چھڑائے کہ اتنی رقم کسی ایسے غریب مسلمان کو دے دے جو زکوٰۃ کا مستحق اور شرعی فقیر ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ﴾ ترجمہ کنز الایمان:

"بڑے جھوٹ سننے والے، بڑے حرام خور۔" (القرآن، پارہ6، سورۃ المائدہ، آیت 42)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ ابو بکر احمد جصاص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اتفق جمیع المتاولین لھذہ الآیۃ علی ان قبول الرشاء حرام، و اتفقوا انہ من السحت الذی حرمہ اللہ تعالی" ترجمہ: اس آیت کی وجہ سے تمام مفسرین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بے شک رشوت قبول کرنا حرام ہے اور اس بات پر (بھی) اتفاق کیا کہ رشوت اس "سُحت" میں سے ہے، جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔

(احکام القرآن للجصاص، جلد2، صفحہ 541، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیثِ پاک میں ہے:"لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم الراشی والمرتشی" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی۔ (جامع الترمذی، جلد 03، صفحہ 615، مطبوعہ مصر)

رشوت کی تعریف کے متعلق البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:"الرشوۃ ---ما یعطیہ الشخص للحاکم وغیرہ لیحکم لہ او یحملہ علی ما یرید" ملتقطا ترجمہ: رشوت: وہ چیز جو کوئی شخص حاکم یا کسی اور کو اس غرض سے دیتا ہے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کرے یا اسے اس کام پر آمادہ کرے جو وہ چاہتا ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب القضاء، جلد 06، صفحہ 285، دار الکتاب الإسلامي، بیروت)

امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”رشوت لینا مطلقاً حرام ہے۔ کسی حالت میں جائز نہیں۔ جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے، یوہیں جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 597، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: ”دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔

(بہار شریعت، جلد 02، صفحہ 899، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جو پہلے آتا ہے اس کا حق پہلے ہوتا ہے، اس حوالے سے امام ابو بکر جصاص علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: ”من جاء أولا استحق النظر في أمره، ۔۔۔؛ لأن السابق قد استحق ذلك قبل مجيء الآخر، فلا يسقط مجيء الآخر حقه في التقديم“ ترجمہ: جو پہلے آئے، وہ اپنے معاملے میں غور کیے جانے کا حق دار ہوتا ہے، کیونکہ جو پہلے آیا، وہ اس حق کا مستحق ہو چکا ہے، اور بعد میں آنے والے کا آنا اس کے حقِ تقدیم کو ساقط نہیں کرتا۔

(شرح مختصر الطحاوي، جلد 08، صفحہ 14، دار البشائر الإسلاميه)

حرام مال لے لیا ہو، تو اس کا حکم بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: ”زر حرام والے کو یہ حکم ہوتا ہے کہ جس سے لیا اسے واپس دے وہ نہ رہا اس کے وارثوں کو دے، پتہ نہ چلے، تو فقراء پر تصدق کرے۔ یہ تصدق بطورِ تبرع و احسان و خیرات نہیں بلکہ اس لیے کہ مال خبیث میں اسے تصرف حرام ہے اور اس کا پتہ نہیں جسے واپس دیا جاتا، لہذا دفعِ خبث و تکمیلِ توبہ کے لیے فقراء کو دینا ضرور ہوا۔“

(فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 352، رضافاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا، اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔“

(فتاوی رضویه، جلد23، صفحه551و552، رضافاؤنڈیشن، لاهور)

و اللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

27 ربیع الاول 1446ھ/02 اکتوبر 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے